بااجازت انجمن حنفی مسجد بیگم شاہی لاہور کوئی چھاپے

[illegible] ۱۹۰۳ء

تا

فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ

فیصلہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ
تعالیٰ عنہ در وقوع طلاق مجموعی

باتفاق

اصحاب احباب و اجماع ارباب الالباب

مسمی بہ

# ارشاد الحق المبین
# لہدایت الجاہل الغبین

از انفاس فقیر حقیر عبد القادر قریشی چھیروی

در مطبع فیض عام لاہور میں طبع گردید

[illegible] جس پر دستخط مولف کے نہ ہونگے وہ مسروقہ سمجھا جائے

# بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ
باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل
لہ ۔ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ۔ ونشھد ان لا الہ الا اللہ ونشھد ان محمدا
عبدہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ الطیبین واصحابہ الطاھرین ۔
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔ تزوجوا الودود الولود فانی مباھی بکم الامم یوم
یوم القیامۃ ولو بسقط ۔ قال اللہ تعالیٰ ۔ فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ
النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَۃً
قال صلی اللہ علیہ وسلم ۔ النکاح من سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس
منی ۔ نکاح فرض ہے ۔ واجب ہے ۔ سنت ہے ۔ مکروہ ہے ۔ حرام ہے ۔
فرض اس پر جس کو سوا نکاح کے بغیر شہوت زنا کا یقین ہو ۔ واجب اس پر کہ اس درجہ کو
کم ہو مگر غلبہ شہوت کا ہو ۔ سنت اس پر جو معتدل مزاج ہو ۔ مکروہ اس پر جو حقوق زوجہ
کے ادا کرنے میں قاصر ہو ۔ حرام اس پر جو ادائے حقوق قدرت میں بالیقین عاجز ہو ۔ فرض
واجب و سنت احکام جو ان کے اوپر ہیں جو مہر و نان و نفقہ دے سکے اور صحبت منکوحہ
پر قدرت رکھتا ہو ۔ ورنہ جس قدر مفلس و ضعیف ہو اسی قدر حکم میں تخفیف ہوتا جاتا ہو
اگر یقیناً ادائے حقوق سے عاجز ہے تو حرام ہے ۔

# فرایض وارکان نکاح

دو لفظ ایک ایجاب - دوسرا قبول - دونو بصیغہ ماضی ہون - یا ایک بلفظ امر - دوم ماضی - مگر یہ لفظ ایسے ہون جو موضوع براے تملیک رقبہ ہین - جیسا تزویج - نکاح - تملیک - ہبت - صدقہ - عطیہ - قرض - سلم - بیع - جو براے تملیک منافع ہین وہ منعقد نکاح نہوتا ہین - جیسے اجارہ - ودیعت - امانت - استعارہ وصیت - اجازت وغیرہ - کیونکہ یہ براے تملیک رقبہ نہین - اور نکاح تملیک و قبول رقبہ کا نام ہے - جیسا ایک کہے زوجتک - یا زوجت نفسی منک یعنے تیرے ساتھ نکاح کیا - دوسرا کہے قبلت یعنے قبول کیا - یہ لفظ ماضی ہین شارع نے اسکو انشا قرار دیا ۔

# شرایط نکاح

نکاح مسلم کی شرایط یہ ہین - ہر دو محل صالح نکاح ہون - یعنے عاقل بالغ اصیل یا ولی - عقل براے انعقاد اور اصالت و بلوغ براے نفاذ نکاح ۔

عاقدین مین سے ہر ایک دوسرے کے ایجاب و قبول سنے ۔

شہادت شاہدین عاقلین بالغین - ہین - یعنے سمجھے ہون کہ یہ نکاح کے الفاظ ہین -

دونو شاہد دو جین ایجاب و قبول سُننے مین مجتمع ہون -

عورت بالغہ کی رضامندی -

نابالغہ کی صورت مین ولی اقرب - جیسے باپ دادا ولی -

اتحاد مجلس در ایجاب و قبول - یعنے ایک کا ایجاب دوسرے کو جس مجلس مین پہنچے اُسی مجلس مین قبول ہو - تو صحیح - اگر مجلس بدل دے یعنے ایک حالت سے دوسری حالت اختیار کرے - مکان مین ہو یا کام مین - تو یہ قبول نامنظور ۔

# مسئلہ طلاق

طلاق شرعاً فسخ نکاح کا نام ہے - طلاق دینی حرام ہے - اگرچہ بضرورت اشد
مباح ہو جاتی ہے تاہم عند اللہ ابغض المباحات ہو - جبتک ان شوہر بیوی مین کا فساد
متیقن نہو تبتک زوج کو یہ لفظ منہ سے نکالنا حرام ہے - اور زوجہ کو بھی طلب
کرنا اسکا حرام ہے - اسکی اباحت و حرمت دو وجہ سے ہے - اباحت باعتبار
رفع ضرر دینی - اور حرمت بلحاظ قطع تعلق نکاح زن و مرد کہ موجب توالد و تناسل اولاد
جو موجب کثرت امت مرحومہ کا ہو - حضرت ؐ نے نکاح کی ترغیب فرمائی - اسلیئے کہ
اسمین ترقی دین و دنیا اور موجب خوشنودی رب العزۃ و حضرت رسالت
پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے - یہانتک کہ حضرت ؐ نے فرمایا کہ مجھے دنیا سے تین
چیزین پیاری ہین - ایک طیب (خوشبوئی) دوم نساء سوم نماز *
جب نکاح سنت انبیاء کرام خصوصاً حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب
کبار رضی اللہ عنہم و اولیاء عظام رحمہم اللہ کی جاری ہے - بلکہ مغلوب الشہوۃ
پر فرض ہے اسواسطے شارع علیہ السلام نے اس تعلق کا قطع حرام فرمایا - کہ
اس مین سب کی ناراضگی ہے اور قطع تناسل ہے - آئمہ مجتہدین نے اتفاق
فرمایا کہ اگر ضرورت شرعی ہو تو بموجب حکم الہی کے ایک طلاق سے زیادہ طلاق
نہ دے - علاوہ وہ بھی اس صورت پر کہ جب عورت حیض سے پاک ہو اور جسوقت
صحبت نہ کی ہو - تو ایک طلاق دے - اور یہ احسن طریقہ ہے - پھر تین حیض کا
انتظار کرے - یہ عدت اسواسطے مقرر کیگئی ہے کہ شاید اس عرصہ مین پھر بطبیعت
متنفرہ سلوک پر آجائے - اور غصہ و نفرت دور ہو جائے - اس عرصہ مین اگر رجوع
قولی یا فعلی ہو جاوے - قولی اسطرح پر کہ زبانی رجوع کرے یعنے اتنا کہے کہ مین
اپنی طلاق سے باز آیا - فعلی اس طور پر کہ عورت سے مساس کرے - تو رجوع قولی
و فعلی سے عورت نکاح مین رہتی ہے - اور اگر نفرت دور نہو تو دوسرے طہر مین
قبل از صحبت دوسری طلاق دے - اب بھی رجوع کرسکتا ہے - لیکن اگر نفرت

باقی ہے تو تیسرے طہر مین طلاق دے سکے؎۔

اب تین طلاق کے بعد وہ زوجہ زوج پر ایسی حرام ہوئی کہ اجنبیات سے بھی زیادہ تر۔ چنانچہ اب زوج کو زوجہ سے اجتناب فرض ہوا۔ لیکن بعد از طلاق ثلثہ اگر زوج کی طبیعت مین الفت ظاہری پیدا ہو تو شارع علیہ السلام نے اسکی سزا مقرر فرمائی۔ کہ جبتک عورت دوسرے مرد کے ساتھ نکاح و صحبت نہ کرے اور وہ دوسرا زوج بلا وجہ شرعی یعنی خود بلا فساد دین کے طلاق نہ دے۔ اور عدت گذر نہ جائے تبتک زوج اول پر حرام ہے۔ بڑی مشکل یہ ہے کہ نکاح زوج ثانی کا اگر بغرض تحلیل نکاح زوج اول پر ہو تو ہر دو پر لعنت ہے۔ پس نکاح ثانی بہ نیت بقا سلسلہ ازدواج ہونا چاہئے۔ بغیر فساد اور ضرر دین کے نکاح ثانی کا توڑنا حرام ہے۔ اگر توڑے تو طریق مذکورہ پہلے پر طہر مین الگ ایک طلاق دے۔ اور نفقہ ہر دو عدت کے ایام کا زوج اول اور زوج ثانی کے ذمہ لگایا گیا ہے۔ اور مہر بھی انکے ذمہ واجب الادا کیا گیا۔ تاکہ کوئی شخص مرتکب طلاق کا نہو۔ اگر ارتکاب کرے تو ان حسابوں اخراجات کا بار پہلے تصور کرلے۔ مگر نہ دے تو عورت بذریعہ قاضی لے سکتی ہے۔

خیال کا مقام ہے کہ شارع علیہ السلام نے طلاق پر کس قدر زجر و توبیخ فرمائی اور تین طلاق دفعی کو سب نے حرام فرمایا۔ کسی سبب سے یہ طلاق حلال نہیں ہو سکتی۔ عوام الناس جہال مین یہ رائج ہے کہ ادنٰے خفگی سے بغیر زد و کوب کے تین طلاق شتابی سے دے ڈالتے ہین۔ اگر خود زبانی پر نادر ہین تو کاتب کو کہتے ہین کہ طلاق مع مرتبہ دوے۔ چونکہ وہ مسائل طلاق سے ناواقف ہوتے ہین اسلئے وہ تین طلاق لکھدیتا ہے۔ بعد غصہ فرو ہونے کے پریشان ہوتے ہین۔ اور مرد و عورت ہر ایک فلان فلان مولوی سے نکاح کی صورت پوچھتے ہین۔ حنفی علماء فرماتے ہین کہ بدون حلالہ تمہارا نکاح ناجائز ہے۔ اب حلالہ لکھوانا مرد و عورت پر دشوار ہے۔ کہ وہ اسمین ناموس کی ہتک سمجھتے ہین۔ و اتنا نہین سمجھتے کہ یہ حکم شرعی ہے اور اسمین خدا و رسول کی

؎ چونکہ تین طلاق متفرق برائے فسخ نکاح مقرر ہین اسواسطے عدت مین حیض مقرر ہوئے کہ ہر ایک طہر کے ابتدا مین ایک ایک طلاق واقع ہو سکے۔

زبانبرداری ہے - آخرت کی عزت ہو - جب علماء سے منحرف ہوتے ہیں تو رفتہ رفتہ کسی لامذہب سے پوچھتے ہیں - لامذہب فوراً زبانی فتویٰ دیدیتا ہے کہ تین طلاق رفعی بمنزلہ ایک طلاق کے ہوتی ہیں - اگر عدت میں ہو تو رجوع کرلے اور اگر عدت گذر گئی ہے تو نکاح کرلے - اگر سائل درخواست کرے کہ فتویٰ لکھ دے تو فوراً حدیث مسلم کی اور ابوداؤد کی لکھدیتے ہیں - مسلم کی حدیث تو یہ کہ جب حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حکم عام سنایا کہ تین طلاق دفعی تین طلاق ہیں - بدون حلالہ کے زوج اول پر حلال نہیں - تب ابو الصہباء نے عبد اللہ بن عباس سے پوچھا کہ کیا حضرت ؐ اور صدیق اکبر خلیفہ اول اور دو برس خلیفہ ثانی کے عہد میں تین طلاق دفعی ایک طلاق بنائی جاتی تھیں یا نہ - ابن عباس نے کہا ہاں تین طلاق ایک طلاق بنائی جاتی تھیں - لامذہب نے اس سوال و جواب کو حدیث نبوی مقرر کیا - حاشا وکلا ایسا نہیں ہے - نہ حضرت ؐ نے تین کو ایک بنایا نہ حضرت صدیق اکبر نے - اور نہ خلیفہ ثانی نے - بلکہ جب خلیفہ ثانی کو خبر ہوئی تو سبکو جتا کر فرمایا کہ عوام کا یہ فہم غلط ہے - یہ عوام سمجھتے ہیں کہ لفظ طلاق کا تکرار برائے تاکید ہے یا برائے اخبار - یہ کہتے ہیں طَلَّقْتُكِ - طَلَّقْتُكِ - طَلَّقْتُكِ - یا اَنْتِ طَالِقٌ اَنْتِ طَالِقٌ - اَنْتِ طَالِقٌ - اور سمجھتے ہیں کہ دوسرے دو لفظ پہلے کے تاکید ہیں - یہ فہم غلط ہو - شارع علیہ السلام اور رب العزت نے یہ لفظ عقود کے لئے انشا فرمائے ہیں -

لفظ طلاق کا معنی رفع بند نکاح کے معنی ہیں - یہ لفظ خالی از معنی نہیں ہوتا - جب لفظ طلاق بولیگا تو عقد نکاح کا کھل جائے گا - پس تین عقدے تین طلاق کے ساتھ کھل جاتے ہیں - متفرق ہوں یا مجموعہ - تفریق کی صورت مشروع ہے جسکا نام حسن رکھا تھا - اور مجموع ہر طرح بولنا حرام ہے - لیکن فسخ نکاح جس طرح متفرق کے ساتھ ہو مجموع کے ساتھ بھی ہو جاتا ہو - حضرت ابن عباس کا مطلب یہ تھا کہ عوام الناس اپنے ذہن میں یہ کارروائی کرتے تھے کہ تین کو ایک بنا لیتے تھے - نہ بحکم شرع - دوسری حدیث ابوداؤد کی پیش لاتے ہیں کہ ابو رکانہ نے اپنی زوجہ کو تین طلاق دیں - حضرت کے حضور میں گیا - سو پشیمانی ظاہر کی

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہو کہ مراجعت کرے۔

**الجواب** - اسکا جواب یہ ہے کہ ابوداؤد نے ایک باب منعقد کیا اسطور پر کہ باب فی نسخ المراجعۃ بعد التطلیقات الثلاث۔ یعنی طلاق سے رجوع کرنا منسوخ ہو گیا جیسا اللہ تعالے نے فرماتے ہیں۔ اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ ط مفسرین بغوی وغیرہ لکھتے ہیں کہ پہلے لوگوں کی عادت تھی کہ وہ تین طلاق دیکر رجوع کر لیتے۔ اللہ تعالے نے منع فرمایا کہ طلاق رجعی صرف دو تک ہو۔ دو کے بعد فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ۔ کا حکم ہے چاہو رجوع کرو یا پھر تکلیف عدت کا دوبارہ رخصت کر دو یعنی تیسری طلاق دیدو الخ

امام بخاری بھی ایک باب طلقات ثلاثہ مجموعی کا لایا جس میں یہی حدیث لکھی ہے۔ اور رفاعہ کی عورت کا تذکرہ کیا کہ جب رفاعہ نے طلاق بات یعنی تین دی تو عبد الرحمن کے ساتھ نکاح کیا۔ عبد الرحمن سست تھے۔ وہ عورت حضور میں آکر عرض کرنے لگی کہ میں رفاعہ کے پاس جانا چاہتی ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ جب تک تو عبد الرحمن کے ساتھ صحبت نہ کرے اور وہ طلاق نہ دے تب تک تو رفاعہ پر حرام ہے۔ اس حدیث سے فقہا نے ثابت کیا ہے کہ حلالہ میں صحبت ضروری ہے۔ اس حدیث میں صاف ظاہر ہے کہ تین طلاق دفعی تھیں۔ یہ غرض بخاری کی ہے اور ابو رکانہ کی حدیث کو علماء نے مردود کیا ہے کہ راوی اسکے مجہول ہیں۔ جیسا کہ نووی اور عینی نے مشرح بیان کیا اور لکھا۔ کہ ابو رکانہ کی دوسری حدیث دلالت کرتی ہے کہ یہ طلاق بتہ تھی۔ یعنی ایک طلاق بائن تھی۔ تو حضرت نے ارشاد فرمایا تو مراجعت یا نکاح کر۔ اور ابو داؤد نے بہت صحابہ کا نام لیا کہ سب متفق ہیں کہ تین طلاق کے بعد مراجعت و نکاح حرام ہے۔ الا بحیلہ حلالہ۔

**الجواب عن الکل** - فیصلہ حقیقتاً یہی ہے کہ صحابہ کے اتفاق سے جس میں بیر کا تھوڑا ہی ہیں۔ اور اتفاق جمہور امت و ائمہ دین و مجتہدین رضی اللہ عنہم کا اور فیصلہ سب

---

**نوٹ** - اللہ تعالے نے فرمایا۔ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ
یعنی فرمایا اگر تیسری طلاق دے تو بغیر حلالہ کے اس پر حرام ہے۔

محدثین کا یہی ہے - کہ تین طلاق دفعی تین طلاق ہیں۔ منکر اسکا یا رافضی ہے یا نیم شیعہ - اور رافضی ایک طلاق کے بھی منکر ہیں - اور محمد بن اسحٰق اور طاؤس اور داؤد ظاہری ایک کے قائل ہیں کہ تین طلاق دفعی ایک ہوتی ہے - داؤد ظاہری خود اہل السنت والجماعت سے خارج ہے۔ محمد بن اسحٰق قدری و منسوب بالتشیع ہے۔ طاؤس بھی غیر معتبر - بلکہ طاؤسی مذہب عرب میں مشہور ہے و مذہب شیعہ ہے -

قطع نظر انکے عدم صلاحیت فتویٰ کے مخور کا مقام ہے کہ مسئلہ انکا یہی ہے جو علوم ہے - جسکو حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ نے باتفاق جمیع صحابہ غلط فرما چکے - اور سب مجتہدین نے تسلیم فرمایا - ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی تسلیم فرمایا - ابوداؤد و امام طحاوی نے مفصل لکھا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی سائل آیا کہ فلاں نے تین طلاق دی ہیں - آپ نے فرمایا کہ مَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا - جو خدا کا لحاظ کرے خدا اس کے واسطے کوئی رستہ نکلنے کا بناتا ہے - اس شخص نے خدا کا لحاظ نہیں کیا - اب کوئی رستہ نکلنے کا نہیں - کسی نے کہا کوئی کہتا ہے کہ نکاح اسکا درست ہو کیونکہ ایک طلاق ہے - ابن عباس نے فرمایا - مَنْ يُخَادِعِ اللّٰهَ يُخَادِعْهُ - جو خدا کے ساتھ دھوکا کرے خدا تعالیٰ اسکو دھوکے کی سزا دیتا ہے - دھوکہ یہ کہ تین طلاق کو ایک بطور تاکید بناتا ہے یعنے آخر کے دو لفظ لفظ اول کی تاکید ہیں اور لفظ طلاق خالی از معنی ہے - یہ شیطانی خیال ہے - اس دھوکے سے شیطان حرام میں ڈالتا ہے ۔

بجز - یہ لفظ طلاق بمعنے خود ہے - یہ معنے اس سے دور نہیں ہو سکتے ہیں[1]

شامی جلد ثانی ص ۴۱۹

لو حكم حاكم بانها واحدة لم ينفذ حكمه - یعنے جب اجماع صدر اول - اور قرن ثانی و ثالث کا ہو چکا کہ تین طلاق دفعی تین ہیں - ایک نہیں - اگر تھیں تو ابتداء میں کسی طور پر بعد میں منسوخ ہو گئی تھیں جیسا کہ آیت شریفہ - اتفاق صحابہ اور احادیث نبویہ اس پر دال ہیں - اب اگر کوئی حاکم یعنے قاضی جہالت کے سبب

نوٹ[1] - ایسا ہی حکم ابن عباس رضی اللہ عنہ کا چودہ مقدمات میں ہے ۔

حاکم کرے - یا قاضی مجتہد اپنا اجتہاد کرے اور تین کو ایک بنا دے تو یہ حکم ناجائز ہے
کیونکہ جاہل اور حاکم بغیر حق کے نسبت یہ وعید ہے کہ جو شخص حق کو نہ جانے اور
حکم کرے وہ جہنمی ہے - اور اگر حق کے برخلاف حکم کرے وہ بھی جہنمی ہے - ہدایہ
اس مسئلہ میں حق ظاہر ہو گیا - فماذا بعد الحق الا الضلال - حق کے برخلاف
گمراہی ہے - وکل ضلالۃ فی النار - ایسے حاکم دوزخی ہیں - یہ تو اسکے فعل پر
سزا ہے - اگر اعتقاد یہ رکھتا ہو کہ جمہور امت کے اتفاق کو ناجائز سمجھتا ہے - اور وہ
مخلد فی النار ہے - پس خلاصہ یہ ہوا کہ جن جاہل نے یہ حکم جاری کیا کہ تین طلاق
فقط ایک طلاق ہے - اسکے پاس کوئی سند نہیں بلکہ وہ مخالف شرع ہیں - مخالفہ
فی الاعتقاد تو معلوم کہ وہ معاند دین ہے - اگر اسکو کوئی شبہ تاویل ہے تو وہ محل فساد
ہے - زیادہ تر کفر یہ ہے کہ اس خلاف شرع کو حدیث نبوی اور حکم شرعی کہتے ہیں - یہ سب
سے بدتر ہے - مسلمانوں کو لازم ہے کہ طلاق کا دائرہ مسدود کریں - اگر زوجہ کو تادیب
کرنی ہو تو ازار و زد و کوب اور توبیخ سے کریں - جیسا حکم رب العزت کا ہے - اگر خوف
فتنہ اور فساد فی الدین کا یقینی ہے تو جس طرح نکاح کے وقت برادری کو جمع کر کے
مہر و مقام سے جہیز - مہر - نان و نفقہ وغیرہ لین دین کا تقرر کرتے ہیں - اسی طرح
اقربا - دوستوں - رشتہ داروں کو بلا کر عورت کا جہیز واپس کریں - اور مہر
اسکے ہاتھ میں دیں -

ایام عدت یعنی تین حیض یا تین مہینے یا وضع حمل تک جو عدت کے مختلف میعاد
ایام ہیں اسکے نان و نفقہ و لباس و مکان کا بندوبست کرے - اگر نہ دے تو وہ
دار الحکومت کے ذریعہ جبراً لے گی - اس نصیحت کو جو کوئی ملاحظہ کریگا بلاشبہ ضرورت

نوٹ - جو کٹ ملا بہ حکم جواز نکاح بدون حلالہ کے کرے وہ عمل اہل اسلام کے نزدیک
مردود ہے - کہ بلاشبہ خلاف اجماع صحابہ اور تابعین و تبع تابعین کے حکم کرنا اسلام
سے مردود ہونا ہے - اسکا حکم موجب تعزیر و تحقیر ہے کہ قاضی مجتہد کا حکم ناجائز ہوا -
اس ذلیل جاہل کا حکم وبال گردن ہے - حاکم اسلامی ایسا کرنے تو اسکو سزا
سخت دے ۱۲

(اس حرام یعنی بغیر طلاق دوسری شوہر کا) ہرگز مرتکب نہ ہوگا - اس میں کیا ضرورت ہے
بجز ضرورت شرعی نہیں۔ اور اسی لئے شارع علیہ السلام نے منع فرمایا - اگر ضرورت کا
عذر ہے تو ضرورت ایک طلاق سے ہی رفع ہو جاتی ہے - یعنے ایام طہارت قبل
از صحبت جو رغبت کا مقام ہے ایسے موقع پر ایک طلاق دے جو اشد نفرت پر دال
ہے۔ اور جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کبھی اس مقصد سے الگ کا خواہاں
نہ ہوگا۔

بعض اسباب فسخ تعلق نکاح کے اور بھی ہیں جنکا ذکر اس مقام پر برائے ختم مضمون ضروری
لیا جاتا ہے کیونکہ انکا اجراء سوائے قاضی اسلامی کے ناممکن ہے - مثلاً خیار بلوغ،
حرمت مصاہرت، حرمت رضاع، نکاح زوجہ مفقود الخبر۔

خیار بلوغ کا مسئلہ اس طرح پر ہے کہ جب کسی نابالغہ کا نکاح ولی اقرب یعنی باپ دادا
کے سوا چچا، بھائی یا ماں وغیرہ ان میں سے کوئی کرے تو وہ نابالغہ جب پندرہ
کی ہو جائے تو اسکو اختیار ہے کہ اس نکاح کو قائم رکھے یا فسخ کرے - قائم
رکھنا تو آسان ہے - مگر فسخ کرنا مشکل - کیونکہ یہ فسخ بلا حکم قاضی ناجائز ہے - وہ نابالغہ
بوقت بلوغ سنت شرع کا حساب کرکے جب پورے پندرہ سال کی ہو جائے تو فوراً
کورٹ پاس درخواست کرے کہ مجھکو یہ نکاح منظور نہیں ہے - حاکم زوج شاہدین
ولی کو بلا کر تحقیق کرے کہ اسکی نارضامندی کیوں ہے - اگر سبب ثابت ہو جاوے تو حاکم
اسکو [illegible] دلاوے۔ یا اسکو فسخ کرے - اور اگر بعلت عدم قدرت اور ادائے حقوق
زوجیت ہو یعنے زوج عنین نامرد ہے - یا مجبوب (یعنے مقطوع آلت) یا [illegible] ہے
یا مبروص ہے یا مجذوم ہے - یا معیوب ایسا ہے کہ قابل صحبت نہ ہو تو حاکم کو لازم ہے
کہ سوائے قابل العلاج کے غیر قابل علاج کو فسخ کرے - اور کچھ مدت یعنے ایک سال کے لئے
مہلت دے - اگر ایک سال میں علاج سے اچھا ہو گیا تو یہ عذر رفع ہو جائیگا اور
نکاح رہیگا - اگر مرض دور نہ ہوا تو یہ عذر باقی رہیگا - اور جو مرض علاج پذیر نہیں جیسے
مقطوع الذکر [illegible] تو اس میں حاکم بلا مہلت حکم تفریق نکاح کا کرے گا - اب یہ حکم
اس ملک میں غیر موجود ہے -

پس فیصلہ فسخ نکاح کا اسی پر منحصر ہے - اگر مرد مسلمان ہو - اور خوف خدا اسکے

پوتی - خالہ پھوپھی بمثل محرمات نسبیہ کے ہیں۔ یعنی جس عورت کا دودھ پیا ہو۔
مرضعہ اور اسکا زوج جس سے وہ دودھ پیدا ہوا۔ اس دودھ پینے والے کے ماں باپ
بنجاتے ہیں۔ حضرت ﷺ کا ارشاد ہو الرضاع لحمۃ کلحمۃ النسب۔ یعنی دودھ پینا
ایام رضاع میں ایک رشتہ ہو مثل رشتہ قرابت کے ٭

## تنبیہ

ثبوت رضاع کا شرعاً کس طرح ہو سکتا ہے ؟

جواب - باقرار مرد شیرخوار - جب زبانی اقرار کرے کہ فلانی عورت میری مرضعہ
یعنی رضاعی ماں ہے - یا فلان عورت میری رضاعی بہن ہے - اور اس اقرار پر
قایم رہے - اور دوبارہ کہے کہ یہ بات صحیح ہے یا حق ہے یا یقیناً میں نے اسکا
دودھ پیا ہے - اب اس تاکید کے بعد اگر یہ مرد انکار کرے تو شہادت دو مرد
عادل یا ایک مرد اور دو عورت عادل کی لیجاوے گی کہ اس نے تکرار کے ساتھ
اقرار کیا تھا - یہ اقرار قبل از نکاح یا بعد از نکاح ہوگا - اگر قبل از نکاح ہو تو نکاح حرام
اگر بعد از نکاح ہو تو نکاح فاسد ہے - مگر متارکت اور مفارقت قولی یا حکم قاضی کی
حاجت ہوگی - تب وہ دوسرے سے نکاح کرے گی - اور بدون اسکے یہ امر مشکل ہے
پس اگر متارکت بمرضی خود نہ کرے تو قاضی حاکم فسخ کا حکم کرے - جیسا شامی میں
مفصل لکھا ہے - اور یہ خیال کرنا کہ دو کس کی شہادت رویت رضاع پر
اس طرح سے ہو کہ بچہ کو مرضعہ کا دودھ پیتا ہوا دیکھیں - بالکل غلط - اور وہم باطل -
اگر شہادت دو کس کی اسسباب پر ضروری ہو تو حرمت رضاع بالکل دور
ہو جاے گی - کیونکہ ہر ایک مستورہ پر ستر سینہ و پستان فرض ہے - اسقدر جرم
عظیم کہ دو کس کے سامنے پستان ننگا کرکے دکھلاۓ شرع میں مطلقاً حرام ہے - اس
بات کا قائل جاہل بے دین ہو مطلب شامی و درمختار کا یہی ہو جو بالا مذکور ہوا [1]

نوٹ [1] حرمت نکاح و مصاہرت موجب فساد نکاح ہو - اور نکاح فاسد میں متارکت یا تفریق
قاضی ضروری ہو - اسکے میں چونکہ قاضی نہیں اسلئے مفارقت متارکت قولی بہتر ہو - اگر مرضی ہے تو

وہی متارکت ہو یعنی حرف زبان سے کہدیگا کیونکہ صحبت عورت کی حرام ہو گئی ہو۔ بدون متارکت کے دوسری جگہ نکاح نہیں
کر سکتی مگر اگر ترک مفارقت برائے صحبت کرتا ہے اور اس کا مجوز ہے تو

## تنبیہ

ایک عورت نے زوجین سے کہا کہ میں نے تم کو دودھ پلایا۔ اگر دونوں نے اسکی تصدیق کی یا مرد نے تصدیق کی اور زوجہ نے تکذیب کی تو نکاح فاسد ہے۔ اور اگر دونوں نے تکذیب کی یا مرد نے تکذیب کی اور زوجہ نے تصدیق کی تو نکاح فاسد نہیں لیکن اس صورت میں جبکہ عورت عادل ہو افضل یہ ہے کہ مفارقت کیجائے ۔۲۰ از فتاوی عالمگیری۔

## محرمات صہریہ

یعنے سسرالی۔ جو زوجہ کے تعلق سے حرام ہوتے ہیں دو قسم ہیں

ایک ابدیہ۔ وہ یہ ہیں۔ زوجہ کی ماں۔ دادی۔ نانی۔ اور مدخولہ یا مسہ بشہوت کی بیٹی۔ پوتی۔ نواسی۔

دوسرے غیر ابدیہ۔ وہ یہ ہیں۔ زوجہ کی بہن۔ خالہ۔ پھوپھی۔ بھتیجی۔ اور بھانجی کہ ان پانچ کا نکاح زوجہ کے ایام نکاح اور عدت طلاق میں حرام ہے۔

جب مدت نکاح گذر جاوے تب انہیں سے کسی کے ساتھ یعنے زوجہ کی بہن یا خالہ یا پھوپھی یا بھتیجی یا بھانجی میں سے ایک کے ساتھ اس مرد کا نکاح جائز ہے۔ اور جس مرد کی چار عورتیں ہوں تو اسکو پانچویں کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے۔ اگر ایک کو طلاق

---

لہ منکوحہ غیر مدخولہ مرجاوے یا مطلقہ ہو جائے تو اسکی بیٹی حرام نہیں مدخولہ کی بیٹی حرام ہے۔ اگر کوئی ساس کو اپنے زنا کی نسبت کرے اور اسپر شہادت ہو یہ امر منکر ہو جائے تو قاضی نکاح کو فسخ کر دیوے جیسا رضعی کے اقرار اور انکار میں گذرا کہ قاضی فسخ کر دے۔

دے اور جنکو مدت ہنوز نہیں گذری تب بھی نکاح پانچویں کا ناجائز ہے جب اُسکی
عدت گذر چکی ہے تب دیگر کے ساتھ نکاح جائز ہے ۔
اور جنکو حیض یا محسوس ہو یا بیوہ دادا دوسرے کی بیوہ یا نانے کی یا بیٹی کی یا پوتی یا پوتی کی بہو
حرام ابدی ہے ۔

## مہر شرعی

شریعت نے جو قبل تقرر مہر مخصوص مال یعنی مہر بہت تعظیم و حرمت اہل اسلام مقرر فرمایا
اگرچہ عقد نکاح کے وقت زبانی اقرار کیا جاوے کہ کوئی مہر مقرر نہیں ۔ اسطرح پر کہ یا عورت
کہنگی میں اپنے نفس یا عورت نابالغ کا ولی کہے کہ میں نے یہ عورت زوج کو بخشش دہ
ہبہ کر دی ہے ۔ اور وہ قبول کرے اور دو گواہ موجود ہوں تب بھی مہر مثل واجب
الادا ہوگا ۔ کیونکہ زوجین کو مقرر کردہ شریعت سے خلاف کرنا ناجائز و باطل ہے ۔
مہر شرعی جو زمانہ نبوت میں جاری رہا اور جسپر صحابہ کرام اور خواص اہل اسلام
تا حال ہیں اور دوران اسلام میں عوام کا بھی معمول بہا رہا ۔ وہ چار سو مثقال چاندی
کا ہے جو پانچسو درہم اور ایک اشرفی پچیس روپیہ قیمت کے مساوی ہے ۔ جس کا
عنوان سلاطین اسلام نے ملک ہند میں اس طرح لکھکر جاری کیا تھا کہ پانچسو تنگہ
جو ایک دینار زر سرخ سلطانی ۔ ایکسو ستائیس تنگہ گورنمنٹ کے روپے کے مساوی جو
لفظ تنکہ بلخ بخارا میں مروج ہے سلاطین اسلام ہند میں بھی اردو مروج تھا دیکھو
آئین اکبری) اسکے دفتر میں حساب تنگہ کا ہے ۔ چنانچہ سب نے جو حال میں تنکہ کو
ٹکا سمجھکر پندرہ روپیہ دس آنے کے مساوی رکھا اور دینار سرخ سولہ روپے
قیمت کا بنایا سب ملکر بتیس روپے کے مساوی قرار دیا ۔ یہ سب غلطی ہے ۔ اور
عورت کی حق تلفی ہے ۔ کہ وہ کہتے ہیں کہ خوشی سے مہر مقرر ہو ۔ انکو کیا معلوم کہ مہر شرعی
کیا ہے ۔ جب باہم زوجین میں فساد پیدا ہوتا ہے اور طلاق سے مفارقت ہوتی
ہے یا خاوند فوت ہو جاتا ہے تو عورت یا اسکا ولی طالب مہر ہو جاتا ہے ۔ مہر
شرعی وہی ہے ۔ جو مذکور ہوا یعنے ایکسو ستائیس روپے ۔ ہاں اگر بتراضی زوجین

کی بیشی کر دی گئی۔ تو جائز ہے۔ کمی کی حد دس درہم تک ہے جو ایک ماشہ کم
تولہ یعنے تقریباً تین روپے کے مساوی ہے۔ اور بیشی کی کوئی حد مقرر نہیں خواہ
ہزار ہو یا دس ہزار، جیسی حیثیت زوج کی ہو اس کے مناسب زیادہ دینے پر راضی
ہو۔ مگر یاد رہے کہ مہر دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک سری۔ دوسرا جہری۔ ایک
پوشیدہ برائے ادا۔ دوسرا ظاہری برائے نام آوری۔ جس میں ادا سے
مہر مقصود نہ ہو محض ریاکاری ہے۔ سو اس میں تحقیق یہ ہے کہ مہر واجب الادا
مہر سری یعنے پوشیدہ ہوتا ہے نہ جہری۔ طریقہ ادا سے جہری ہے۔ کہ جب زوجہ
کا نان و نفقہ مکان سکونت زوج کے ذمہ ہے حتےٰ کہ کفن بھی اسکے ذمہ واجب
ہے۔ تو جو بالائی اخراجات زوجہ کو رشتہ داروں میں صلہ رحمی کے قائم رکھنے
کے لئے پیش آتے ہیں۔ اور قربانی۔ زکوٰۃ و کفارات بھی پیش آتے ہیں۔ یہ سب
اخراجات زوج کے ذمہ نہیں ہیں۔ تو زوجہ اپنے مہر میں سے لیکر کارروائی
کیا کرے۔ رفتہ رفتہ یہ مہر ادا ہو جاتا ہے۔ اس حکمت کے واسطے شرع نے
یہ مہر مقرر کیا ہے۔ کہ حسب حیثیت جس میں کارروائی زوجہ کی بھی ہو اور زوج
بھی زیر بار اور مقروض نہ ہو جائے مہر مقرر کیا۔ مہر اتنا چاہئے جو ادا کر سکے
یہی مہر سری ہے۔ اور اصل اگر حیثیت زوج سے زیادہ مقرر ہو گو ریاکاری تو
اسکا ادا کرنا زوج کے ذمہ نہیں۔ جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں مرقوم ہے لہ

لہ مہر دو قسم ہے۔ ایک معجل۔ دوسرا مؤجل۔ یعنے غیر معجل۔ معجل بنصف ہو یا ثلث
جو مروج قوم ہو یا بمرضی زوجین قرار پاوے بمجرد نکاح واجب الادا ہوتا ہے۔ اسکا ادا کرنا
قبل از خلوت ضرور ہے۔ اسکے ادا میں تاخیر کرے تو عورت خلوت سے انکار کر سکتی ہے۔ اور مؤجل
بروقت تفریق یعنے طلاق یا وفات واجب الادا ہوتا ہے۔ اور خلوت سے واجب اللزوم ہوتا ہے۔
اگر بطور خوشی ادا کرے تو جیسا مذکور ہوا تو بجا ہے۔ اب بروقت تفریق جو زوجہ مطالبہ کل مہر کا کرتی ہے نا واجب
ہے کیونکہ حصہ معجل تو بالضرور وصول کر لیتی ہے اور مؤجل اگر ادا نہ ہو تو بروقت وفات زوجہ شوہر بنصف یا ربع
وارث ہے۔ باقی حصہ پر وارث بیٹا یا باپ یا دیگر وارثان زوجہ ہونگے۔ اور بروقت طلاق زوجہ
طالب بقیہ حصہ مؤجل کی ہے نہ کل مہر کی۔۱۲

# عدت

(اگر طلاق قبل از صحبت و خلوت دیوے تو عدت کوئی نہیں - اگر وفات ہو
تو عدت وفات کی ہے - اگر بعد از صحبت یا خلوت طلاق دیوے تو
عدت ضرور ہے - نکاح فاسد کی عدت کوئی نہیں)

طلاق و وفات - جب عورت کو طلاق دیجاوے تو اسکو تین حیض کا انتظار فرض ہے
جب تین حیض گذر جاویں تب وہ مجاز ہے کہ کسی دوسرے سے نکاح کرے -
اگر حیض نہ آتا ہو یعنے نابالغہ ہو یا بالغہ ہی ہو مگر تا ہنوز حیض نہیں آیا - یا سن
ایاس کو پہونچے کہ حیض آنا بند ہوگیا - اسکا اندازہ علما نے ۵۵ سال یا ۶۰
سال وغیرہ کا کیا جس کا خلاصہ یہ ہو یعنے عورت اُس عمر تک پہونچی جس عمر میں
اسکی ہمسروں کا حیض بند ہوجاتا ہے - تو یہ عورات تین ماہ کامل عدت پوری
کریں - حاملہ ہو تو وضع حمل تک انتظار کرے - اور جسکا خاوند فوت ہوجاوے
یا حائض ہو یا غیر حائض تو اُسکو چار ماہ دس دن تک عدت کا انتظار فرض ہے
جسکا زوج فوت ہوگیا اُسکا خرچ کسی پر واجب نہیں - اپنے مہر وصول کردہ سے
اوقات بسر کرے - اب عدت میں مشکل یہ ہو کہ غیر حائض یعنے بالغہ جسکو ہنوز
حیض نہیں آیا وہ عدت میں تھی کہ حیض شروع ہوگیا تو اب اسکو عدت حیض کی
شروع کرکے ختم کرنی چاہئے - اور جو عورت حائض عدت میں حیض کا انتظار
کرتی تھی - دو حیض گذرے کہ تیسرا بند ہوگیا - اب یہ بندش سن ایاس کی ہے
تو دو حیض کے بعد تین ماہ کی عدت پوری کرے - اگر یہ بندش سن ایاس کی
نہیں یعنے وہ کم عمر کی ہو تو علاج سے حیض جاری کرے - اور حیض جاری ہونے
تک عدت علاج خواہ چھ ماہ تک یا ایک سال یا دو سال تک ممتد ہووے
عدت میں شمار ہوگی - صحت پاکر ایک حیض تیسرا عدت میں بیٹھے - دو حیض
گذشتہ عدت میں محسوب ہونگے - دو قسم کی عدت جمع نہیں ہوسکتی یا عدت

مشہور کی ہوگی یا حیض کی - ایک قسم کی عدت میں دوسری قسم کی عدت شروع ہو جاوے تو پہلی عدت ناقصہ باطل ہے - دوسری عدت کامل چاہیئے ۔

## فصل

جس عورت اور مرد کے درمیان فرقت واقع ہو اور قصور عورت کا ہی ہو یا عورت نافرمان ہے جسکو عربی میں ناشزہ کہتے ہیں - اس حالت میں نفقہ عدت کا اور ایام نشوز کا ذمہ زوج کے نہیں - اور جسکا شوہر فوت ہو جاوے تو اس کا بھی ذمہ زوج کے نہیں ۔

## مسئلہ کفو

اگر کسی نے گھر والوں کو دھوکا دیا اور کہا کہ میں تمہاری کفو ہوں اس دھوکہ پر انہوں نے برضا و رغبت لڑکی کے نکاح کر دیا - پھر ظاہر ہوا کہ وہ رذیل تھا تب انکو اختیار فسخ کا ہے - خواہ باپ ہو - دادا یا چچا یا خود عورت ہو - اگر عورت خود غیر کفو سے نکاح کرے تو فتوی یہ ہے کہ یہ نکاح ناجائز ہے - جیسا شامی اور درمختار میں ہے ۔

طلاق میں نسبت ہونے زوجہ یا بدن زوجہ یا شکم یا سر یا سرین یا سینہ وغیرہ اعضا کے جنکے فنا سے اسکی جان جاتی رہے ضروری ہے یعنے اس طرح کہے - تجھکو یا تیرے پیٹ کو یا سر کو طلاق دی - اگر کہے کہ تیرے ہاتھ کو یا ناک کو یا کان کو یا انگلی کو یا پیر کو طلاق دی تو وہ طلاق نہیں - مگر نسبت اول میں یہ شرط ہے کہ نسبت و اضافت دل سے مراد ہو - اگر زبان پر جاری ہو جاوے - جیسا کاتب لکھتے وقت لکھے یا کہے اَنتِ طالق ثلثا - یا استاد تعلیم کے وقت یہ لفظ کہے کہ طلقت امراتی

یا شاگرد کہے یا کاتب طلاق نامہ لکھنے والا کہے یا کہے میری عورت مجھ پر حرام ہے
یا مطلقہ ہو۔ تو ان صورتوں میں طلاق واقع نہیں ہوتی۔ کیونکہ ان کا دلی ارادہ
نہیں کہ اپنی عورت کو طلاق دیں۔ ویسا ہی اگر کوئی چالاک کسی جاہل کو کہے کہ یہ
وظیفہ پڑھ امرأتی طالقٌ - اور وہ جاہل پڑھے اور اسکے گواہ ہوں چالاک
کہے کہ اسکی عورت پر طلاق پڑ گئی۔ تو یہ دھوکا چالاک کا چل نہیں سکتا۔ کیونکہ اس
جاہل کو اس لفظ کے معنے معلوم نہیں اور نہ نسبت کا ارادہ ہے۔ خلاصہ یہ کہ
جیسا طلاق میں نسبت بیوی کے زوجہ دل سے مراد رکھنی فرض ہے۔ ویسے نکاح میں
کہ میں نے تیرے ساتھ نکاح کیا۔ اگر کوئی دھوکا دے عربی میں کہلاوے تزوّجتُ
دوسرا کہے قبلتُ اور معنوں سے ناواقف ہوں۔ اور نسبت مراد دلی نہ ہو تو
نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ یہ ضرور نہیں کہ لفظ طلاق اور نکاح کے معنے جانتا ہو یعنے
اتنا جانتا ہو کہ ان سے نکاح یا طلاق ہو جاتے ہیں۔ اور نسبت کا ارادہ دلی ہر
ایک میں یعنے طلاق و نکاح میں ضروری ہے ؛

## تنبیہ

طلاق دینے والا بالغ عاقل ہوشیار ہو۔ نابالغ اور مجنون اور مدہوش اور سوتے کی
طلاق غیر واقع ہے ؛

## مسئلہ ضروری

سب علما لکھتے ہیں کہ مخمور کی طلاق واقع ہے یعنے جو شخص خمر بارادہ خرابات پیوے
اور اس مستی میں طلاق دیوے تو وہ طلاق واقع ہے۔ اگر خمر بہ سبب دفع کسی مرض کے
یا بسبب دفع تشنگی کے جب ان پانی میسر نہ ہو بخوف ہلاک پیوے یا ڈر سے دفع مرض
ہو سے بطور علاج استعمال کرے یا ضرر کے دفع میں درد سر پیدا کرے اور اس درد
سر سے بے عقل ہو جاوے تو ان صورتوں میں طلاق اسکی غیر واقع ہے اور شفعہ

ایسی حالت کی طلاق تحقیق طلب ہو - اگر غصہ اس درجہ کا ہے کہ اُسکے دماغ مین بخارات جمع ہو کر بے عقل کر دے - اور ہذیان بکنے لگے جس مین تمیز نیک و بد کی نہ رہے - مثل خمر کے ہے جو دماغ مین تغیر سے خلل پیدا کر دے تو اس حالت کی طلاق شارع نے غیر واقع فرماتی ہے - مگر یہ مسئلہ اُنکے واسطے جو صاحب ایمان ہین اور خوف خدا دل مین رکھتے ہین - اور وہ اپنی حالت سے واقف ہین کہ حالت مدہوشی اور ہوش کی تمیز کر سکتے ہون - ورنہ جہال ضعیف الایمان تو بہانہ طلب ہوتے ہین وہ یہی چاہتے ہین کہ کسی حیلہ سے طلاق دی ہوئی عوام کے نزدیک ناجائز ہو جاوے خوف خدا اُن کے دل مین نہین اسواسطے انکا عذر کہ ہم نے غصہ مین طلاق دی تھی شرع مین مسموع نہین *

## مسئلہ

اگر کسی نے اپنے صغیرہ کا نکاح کسی خاندان والے لڑکے سے کر دیا جس خاندان کے سب لوگ صالحین ہین مگر اسکو صالح سمجھا جب لڑکی بالغ ہوئی تو اُسکو شارب الخمر پایا - تو لڑکی کو اختیار ہے بلکہ عالمگیریہ مین لکھا ہے کہ نکاح باطل ہو جاویگا *

## بیان الطلاق

طلاق دو قسم ہے ایک صریح - دوسری کنایہ - صریح عربی مین لفظ طلاق کا ہے - اور اُردو مین چھوڑی - پنجابی مین چھڈی - فارسی مین ہشتم ترا از زنی - اللہ تعالے نے ہر زبان مین ایک لفظ یعنے طلاق صریح بنایا - خواہ پشتو مین یا ترکی مین یا فارسی مین یا ہندی مین یا انگریزی مین جو معنے طلاق کے ہین - وہ عقد نکاح توڑنے کے ہین - جیسا کہ شامی مین لکھا ہے - صریح الطلاق ما لم یستعمل الا فیہ ولو بالفارسیۃ - یعنے صریح طلاق وہ لفظ ہے جو عقد نکاح توڑنے مین

مستعمل ہو - اگرچہ فارسی زبان مین ہو - اور فقہا لکھتے ہین - و فی کل لغۃ طلاق صریح - یعنے ہر بولی مین طلاق صریح ہے ۔

**کنائی** - جو لفظ سواے صریح کے بولا جاے - جسکے معنے نکاح توڑنے وغیرہ کے ہو سکین - تو اس قسم کی طلاق مین شرط ہے کہ یا نیت مقرون ہو - یا قرینہ حالیہ عقد نکاح کے توڑنے پر دلالت کرتا ہو - اگر اس مین نیت اور قرینہ نہو تو تب طلاق واقع نہین ہوتی - اور قرینہ طلاق کا - مذاکرہ طلاق ہے یعنے باہم زوجین کے طلاق کا ذکر آیا ہو - یعنے عورت نے کہا ہو کہ مجھکو طلاق دے - یا مرد بولے کہ مین طلاق دیدونگا - یا کہے اگر تو طلاق چاہتی ہے تو جا تیرے چارون رستے کھلے ہین - اپنی مان باپ کے پاس چلی جا یا خاوند کرلے ۔

## الفاظ کنائی جو کتب مین درج ہین وہ یہ ہین

نکل - جا - گم - کھڑی ہو جا - اوڑھنی اوڑھ - پردہ کر - انتقال کر - (جگہ بدل) چلی جا - اور بر ڈھونڈ یا اپنے خاوند ہو - اکیلی ہو - تو خالی ہے - تو بیزار ہے - تو حرام ہے - تو کٹی ہوئی ہے - تو توڑی گئی ہے - عدت مین بیٹھ - رحم اپنا پاک کر - تو ایک ہو - تو آزاد ہے - تو مختار ہے - تیرا کام تیرے ہاتھ - مین نے تجھکو بے قید کردیا - مین تیرے سے جدا ہوگیا ۔

ان مین سے (۱) سے (۵) تک کے الفاظ کنائی طلاق محتمل طلاق اور رد کے ہین - اور (۶) سے (۱۵) تک کے الفاظ کنائی طلاق و دشنام کے محتمل ہین - اور باقیماندہ یعنے (۱۶) سے لیکر اخیر تک کے الفاظ فقط جواب سوال زن ہین - یعنے جو سوال کرتی ہے اُسے منظور کرتا ہے - اگر طلاق مانگتی ہے تو طلاق ہے - اگر اور کچھ مانگتی ہے تو وہ ہے ۔

یہ الفاظ تین قسم کے ہین جیسے لکھے گئے - اور مرد کی بھی تین حالتین ہین (۱) حالت رضا (۲) حالت غضب (۳) حالت مذاکرہ طلاق (۱) حالت رضا مین تو تینون اقسام یعنے سب الفاظ محتاج نیت کے ہین - اگر نیت طلاق کی ہے تو طلاق ہے ورنہ لغو - مگر دیانت کی نسبت اس کی تصدیق نہین تھی سواے قسم کے

نامنظور ہے - اگر قسم سے انکار کرے اور حاکم کے پیش ہو تو وہاں بھی انکار کرے تو حاکم دونوں میں تفریق کریگا - غصہ کی حالت میں دونوں قسم اول نیت پر موقوف ہیں - اور حالت مذاکرۂ طلاق میں فقط قسم اول الفاظ کا موقوف بر نیت ہو - دوسرا تیسرا قسم موقوف نیت پر نہیں - بلکہ ان الفاظ سے اس حالت میں طلاق واقع ہوجاتی ہے کیونکہ دلالت حال نیت کی قائم مقام ہے - بلکہ نیت کو قوی تر ہے - کہ نیت مخفی اور یہ ظاہر ہے - کیونکہ اگر اس لفظ سے رد انکاری ہو تو عورت اس حالت پر شہادت قائم کرسکتی ہے - اور طلاق لے سکتی ہے -

ہاں نیت کے اقرار پر بھی شہادت قائم کرسکتی ہے ۔

یہ تین قسم کے کنایتی الفاظ جو تین حالتوں میں بولے جاتے ہیں اور جو صفحہ ۲۰۹ پر لکھے گئے ہیں اس نقشہ ذیل سے بخوبی ظاہر و عیاں ہیں -

| | الفاظ محتمل طلاق و رد | الفاظ محتمل طلاق و دشنام | الفاظ متعین جواب طلاق |
|---|---|---|---|
| | نکل - جا - کھڑی ہوجا - دروازہ کھلا ہے - پردہ کر - جگہ بدل - چلی جا - اور بری ہیں - اکیلی ہو | تو خالی ہے - تو بیزار ہے - تو حرام ہے - تو الگ ہو - تو کٹی گئی ہو - تو توڑ دی گئی ہے - | عدت بیٹھ - رحم اپنا پاک کر - تو ایک ہو - تو آزاد ہو - تیرا کام تیرے ہاتھ - میں نے تجھ کو بے قید کردیا - میں تیرے سے جدا ہوگیا - |
| حالت رضی | محتاج نیت | محتاج نیت | محتاج نیت |
| حالت غضب | محتاج نیت | محتاج نیت | واقع بلا نیت |
| حالت مذاکرۂ طلاق | محتاج نیت | واقع بلا نیت | واقع بلا نیت |

نوٹ - طلاق صریح اور کنایات میں جو الفاظ (۱) عدت بیٹھ (۲) اپنا رحم پاک کر (۳) تو ایک ہو [illegible] سے طلاق رجعی واقع ہوتی ہے - اور باقی کنایات سے طلاق بائن اور لفظ [illegible] ہو - تو طلاق [illegible] جب عورت [illegible] تب طلاق واقع ہوگی [illegible] مسئلہ [illegible] الرائج ہے ۔

لفظ حرام کا کہ تو مجھ پر حرام ہے - متفق میں علما نے اسکو طلاق کنائی فرمایا - پچھلے طلاق میں شرط وقوع طلاق کنائی جو قرینہ یا نیت ہو پائی جاوے تو طلاق بائن ہوگی سوائے نکاح کے رجوع نہیں کرسکتا - اور متاخرین نے اس لفظ کو طلاق صریح فرمایا ہے کیونکہ عرف عام میں یہ لفظ مستعمل طلاق میں ہوتا ہے - پس اس لفظ کے بولنے سے طلاق واقع ہوجاویگی - نیت ہو یا نہو - اور اسکے واقع ہونے سے اگر ایک یا دو یا رہی تو عدت میں رجوع کرسکتا ہے نکاح کی ضرورت نہیں اور بعد عدت محتاج نکاح کا ہے سوائے نکاح کے رجوع ناممکن - اور طلاق خلع اس طلاق کا نام ہے کہ عورت کچھ روپیہ دے کر جنس مہر سے ہو یا خود مہر معاف کر کے شوہر سے طلاق لیلے - اسکے معاوضہ میں اگرچہ ایک طلاق ، صریح ہو تو بھی بائن ہے - سوا نکاح کے حلال نہیں ہوتی ۔

بعد از نکاح چھ ماہ کامل پر بچہ پیدا ہو تو صاحب فراش کا ہے - اگر قبل از چھ ماہ پیدا ہو تو تخم اسکا نہیں غیر کا ہے - کیونکہ بچہ چھ ماہ سے کم ناتمام رہتا ہے - چھ ماہ میں کامل ہوتا ہے ۔ اسلئے شرع شریعت نے چھ ماہ میزان نقصان و کمال جنین کے رکھے ۔

# فی ثبوت النسب

نکاح صحیح ہو یا نکاح فاسد - اولاد صاحب فراش کی ہو - اگر یہ زبانی نفی کرے جبتک لعان نہوجاے اور لعان بدون قاضی ناممکن ہو - لعان یہ ہو کہ زوج نفی ولد کی کرتا ہے - زوجہ نے حاکم کے پاس استغاثہ کیا - حاکم نے بلاکر زوج سے کہا کہ تو نے یہ تہمت سچی لگائی یا جھوٹی - اگر وہ چار بار کہے کہ میں اس تہمت لگانے میں سچا ہوں - اور پانچویں دفعہ کہے کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو اسپر لعنت خدا - اور حاکم عورت سے پوچھے اسکا کیا جواب سچا ہے یا جھوٹا - اگر کہا کہ سچا ہو تو عورت پر

حد جاری کرے - اگر کہے جھوٹا ہے تو حاکم چار دفعہ اس سے کہلا ئے کہ وہ جھوٹا ہے - اور پانچویں دفعہ کہلا ئے کہ اگر وہ سچا ہو تو مجھ پر غضب خدا کا - پس حاکم دونوں میں تفریق کرے - ولد کو والدہ کے حوالہ کر دے - اب بعد لعان کے نفی ولد کی ثابت ہوئی - اور قبل از لعان یہ ولد صاحب فراش کا ہے - اس ملک میں قاضی سلطانی کوئی نہیں لعان ناممکن - پس اولاد صاحب فراش کی ہے ۔

# طلاق المریض و طلاق الفار

اس طلاق دہندہ کا نام فار ہے - کوئی مرض الموت میں جسکے سبب کار روائی خارج از بیت سے عاجز ہے - اپنی عورت کو طلاق بائین دیدے - ہنوز عدت نہیں گذری کہ وہ مرگیا - تو وہ عورت وارث ہوگی - مگر اگر عورت خود طالب طلاق بائین یعنے تین طلاق یا ایک طلاق بائین یا طالب خلع ہو یا بعد طلاق ابن الزوج سے تقبیل یا مطاوعت بالزنا کرے تو اس صورت میں وارث نہیں ہوگی - اور مطلقہ بطلاق رجعی خواہ طلاق بحالت صحت یا بحالت مرض ہو خود عورت طلب طلاق رجعی کی کرے اور وہ طلاق بائین دیدے اور ہنوز عدت میں ہے کہ وہ فوت ہوگیا تو بہرکیف یہ عورت وارث ہوگی ۔

# (اولیا)

## یعنے رشتہ دار ان جو مالک نکاح نابالغ کے ہوں اس ترتیب سے ہیں-

اول باپ - پھر دادا - پھر پردادا - پھر بھائی حقیقی پھر علاتی یعنے سوتیلا پھر اخیافی-

پھر اُنکی اولاد ذکور۔ پھر ماں۔ پھر دادی۔ پھر نانی و نانا۔ خالو خالہ۔ پھر اُن کی اولاد۔ جس طرح یہ رشتہ دار وارث ترکہ کے ہوتے ہیں ویسے مالک نکاح کے ہیں۔ اسیطرح اُس نابالغ کی پرورش میں ذمہ دار ہوتے ہیں۔

اگر کوئی عورت مجنون ہو تو اُسکے نکاح کے مالک اول بیٹا ہے۔ پھر پوتا۔ پھر باپ دادا بہ ترتیب مذکور اگر باپ دادا نکاح کر دے تو وہ نکاح لازم ہو جاتا ہے۔ وقت بالغ ہونے نابالغ کے اُسکو نکاح توڑنے کا اختیار نہیں ہوتا اگر سوائے باپ دادا کے دوسرا ولی نکاح کر دے تو جب صغیرہ بالغ ہو تو اُسکو اس وقت اختیار ہے کہ اُس نکاح کو نامنظور کرے۔ مگر اُسکی نامنظوری نکاح توڑ نہیں سکتی۔ جبتک قاضی سلطانی نہ توڑے۔ پس اس ملک میں نکاح صغیرہ کا مشکل ہے۔ جب نکاح ولی کا لازم نہ ہوا۔ اور صغیرہ بوقت بلوغ ناخوش رہی اور قاضی سلطانی حاضر نہیں تو یہ معاملہ کس طرح طے ہوگا صحبت اُس نابالغہ کی بحالت ناخوشی ناجائز اور فسخ نکاح بھی ناجائز۔ اس کا وبال درگردن ولی ابعد کے ہے۔ کہ اُس نے یہ وبال بسبب جہالت مسئلہ کے اپنی گردن پر کیوں لیا۔ یہ صحبت حرام کس طرح حلال بنے گی۔ پس حل اس اشکال کا یہ ہو کہ اس ملک میں نکاح نابالغ کا نہ کرے۔ جس طرح وارث ترکہ کے بنتے ہیں۔ اسی طرح کفیل اُس کے نان ونفقہ کے بنینگے۔ جب بالغ ہو تو برضی اُسکے اُسکا نکاح کریں۔ یہ رواج ہنود کا مسلمانوں میں جاری ہے۔ یہ مسلمان ناعاقبت اندیش جاہل از احکام دین خود نابالغان یتیمان کو چاہ جنہ میں ڈالتے ہیں۔ اللہ تعالے ہادی ہے وہ اُنکو راہ درست پر لاوے۔ آمین ॥

## مسئلہ حضانت

### یعنے پرورش بچہ یتیم

جب کوئی بچہ یتیم رہ جاوے تو اُس کا بچہ شیر خوار رہ جاوے۔ تو حق پرورش

بیٹھنے بٹھانے اور تربیت خدمتگذاری حق ماں کا ہے ۔ اور خرچ خوراک و لباس و علاج مرض کا ذمہ دار دادا و بھائی و چچا وغیرہ ترتیب وار ہونگے جب ماں کا کام خدمت کا ہے ۔ اگر وہ عورت کسی بچہ کے غیر محرم کے ساتھ نکاح کرے یا بچہ کو تنہا چھوڑ کر بے ضروری کام چلی جاوے ۔ یا فسق و فجور کرے ۔ یا نماز نہ پڑھے تو حق پرورش بچہ کا زائل ہو جاویگا ۔ بچہ لیکر اس کی نانی یا خالہ یا دادی یا پھوپھی کو دیا جاوے ۔ مگر خرچ ذمہ دار اقرب کے ہوگا ۔ اگر ولی اقرب کوئی نہو تو وہی خالہ یا پھوپھی والی قریب بن جاویگی تو خرچ اپنے پاس سے کھلا دیں ۔ لڑکا سات برس کا ہو جاوے اور لڑکی نو برس کی ہو جاوے تو اس وقت حضانت زائل ہو جاویگی ۔ اور ولی کو اسکی تعلیم اور حرفہ اور وجہ معاش سکھانی واجب ہے ۔ جس کا ولی نہو اس کا خرچ ذمہ سلطان اسلام کے ہے ۔ جس کا نائب قاضی سلطانی ہے ۔ اب اس ملک میں نہ سلطان ہے نہ قاضی سلطانی ۔ یہ مشکل اس طرح پر حل ہو سکتی ہے کہ اہل اسلام ہر محلہ میں اس بات کی انجمن قائم کریں جو کفیل یتیموں کی ہو ۔

## مسئلہ جہیز

### عطیہ والدین ۔ و زیور لباس عطیہ زوج

اس مسئلہ میں بڑی تفصیل ہے مگر شرفا میں کوئی اشکال نہیں جس سے نزاع پیدا ہو ۔ کیونکہ شرفا جو کچھ جہیز دیتے ہیں اسکا مالک کر دیتے ہیں وہ سب کچھ عورت کا ملک ہے ۔ شوہر کا کچھ دخل نہیں ۔ اور جو کچھ شوہر یا رشتہ داران شوہر لڑکی کو دیتے ہیں وہ دو قسم ہے ۔ ایک نقد و زیور ۔ دوم پارچات و شیرینی تو ہدیہ ہو جسکے عوض میں زوج کو دیکھے مخفی داد پارچات وشیرینی قیمتا دینے وغیرہ ۔ اس قسم کا لین دین ہبہ بعوض ہے ۔ یہ واپس نہیں ہو سکتی ۔ اگر نزاع ہو جاوے اور یہ تحفہ جات ہو واپس کرنا چاہیں

تو واپس نہیں ہو سکتے - یہ مسئلہ کتاب الہبہ میں مفصل بیان ہے - کہ ہبہ زوج کا زوجہ کو - اور زوجہ کو زوج کو واپس نہیں ہو سکتا - اور ہبہ بالعوض بھی واپس نہیں ہو سکتا - اگر کوئی واہب یا موہوب لہٗ مر جاوے تو بھی ہبہ واپس نہیں ہو سکتا ۔

اب شبہہ زیور میں ہے جو زوج یا اہل زوج زوجہ کو بروقت نسبت ناطہ یا بروقت نکاح دیتے ہیں - یہ دینا کس قسم کا ہے - فقط نمایش کے واسطے ہے یا ادائے مہر کے واسطے یا ہبہ محبت کے واسطے ہے - اس بات کی تحقیق بروقت عطا و تسلیم کر لنی ضرور ہے - شرع میں شرم نہ چاہیے - یہ جاہل لوگ اسوقت دریاے شرم و حیا میں غوطہ لگاتے ہیں اور اپنی نمایش و عزت کے واسطے زیور قیمتی زاید بر حیثیت ذاتی و مالی جوش میں آکر اپنا مکان رہن رکھکر یا قرضہ لیکر زیور حسب خواہش و مرضی خاطر زوجہ و رشتہ داران زوجہ دیتے ہیں - یہ بات نہیں کھلتی کہ یہ عطا کس قسم کی ہیں - اگر مہر میں دیں تو اسکا نام لیویں کہ اس قدر مہر ہے - اور اس قدر زیورات وزن کیا جاوے مساوی مہر کے ہو یا کم یا بیش - اگر کم ہے تو بروقت نکاح نکاح خوان کو لازم ہے کہ روبرو و شاہدین زوج سے یہ اقرار کرا لے کہ اتنا مہر ادا کیا گیا - اور جو حصہ باقی ہو اسکا نام لے کہ باقی ہے یا ثلث یا ربع یا خمس ۔

اور اس اقرار کو لکھا جاوے تو بہتر ہے - اگر زیور مساوی مہر کے ہے - یا زاید ہے - تو بھی بیان کیا جاوے تاکہ پھر دعویٰ مہر کا از جانب زوجہ و رشتہ داران زوجہ نہو سکے - اور احسان زوج کا زوجہ پر رہے - جو حق متاخر تھا آیندہ کے واسطے اسکے ذمہ لگایا تھا اسنے ابتدا میں بخوشی ادا کر دیا - پس زوجہ اس زیور میں تصرف مالکانہ کریگی - شوہر سے اجازت لینے کی محتاج نہیں - اور اگر یہ زیور فقط نمایش و زینت ہو بروقت نکاح نکاح خوان ذکر کر دیوے کہ یہ زیور ملک زوج کا ہے اور مہر اسقدر ہے جسکا نصف معجل ہے اور نصف موجل ہے - معجل کے یہ معنے کہ وہ بمجرد عقد نکاح کے واجب الادا بذمہ زوج ہے - اگر نہ دیوے گا تو اس عورت کو اختیار ہو

کہ اسکی خلوت میں نہ جاوے - اگر دیدیوے تو وہ خلوت سے عذر نہیں کرسکتی
اگر عذر کرے تو جبر کرسکتا ہے - جب خلوت ہوچکی تو مہر موجل جسے باقی بھی
زوج واجب ہوجاتا ہے - مگر اسکا دینا عند الطلب زوجہ واجب نہیں واجب
الاداء ہوگا - جب کوئی وفات پاوے یا طلاق واقع ہو - اب اس ملک کا
رواج اس تحقیق سے خاموش ہے جس سے نزاع پیدا ہوتا ہے - اگر زوجین
سے کوئی مرجاوے تو رشتہ داران زوجہ یا خود زوجہ مدعی مہر کے ہوسکتے ہیں -
وہ عطایا زیور وغیرہ یا نقد پارچہ انکا نام ونشان نہیں اتنا نہیں سمجھتے ابتدا
نسبت ناطہ سے تا وقت رخصت زوجہ از خانہ والدین کیا کچھ دیا گیا - اگر
شمار کریں تو اس مہر سے چند در چند ہوجاتے ہیں - شوہر اتنا تو دولتمند نہیں
کہ اس قدر پارچات شیرینی اور زیورات بطور تحفہ کے دیدے - زوج اہل
فریج اس درجہ کے نہیں کہ کوئی انہیں اس قدر تحفہ دیدیوے - اصل بات یہی
ہوتی ہے کہ شوہر اور اہل شوہر سمجھتے ہیں یہ سب کچھ رکھا ہوا ہمارے گھر آتا ہے
فقط نمایش عوام کے واسطے ہے - عوام سمجھتے ہیں اس قدر اس نے دیا - اور
وہ سمجھتا ہے کہ سب کچھ ہمارے گھر میں ہے - کیونکہ جب اسکو ضرورت پڑتی
ہے وہی زیور لیکر فروخت کرتا ہے - اگر زوجہ نہ دیوے تو جبراً لیتا ہے - اس
سے صاف واضح ہے کہ عطایا میں اسکی نیت صرف نمایش تھی - اور یہی تاجروں کا
رواج ہے - جب عورت مرجاوے تو زیور عطیہ زوج زوج لے جاتا ہے اور والدین
زوجہ اپنا عطیہ جہیز کا لے جاتے ہیں - اگر یہ لوگ خاص ان عطایا کو ہبہ و تملیک
سمجھتے ہیں اور اس قدر مقدور ہو تو یہ ہبہ تملیک کردیں - اور دینے والے یہ
رتبہ رکھتے ہیں کہ یہ اتنا ہدیہ دیں اور اس قدر لیں - کیونکہ وہ بڑے دولتمند ہوتے
ہیں بیاہ کی ضیافتوں میں صدہا روپیہ نمایشی خاطر خرچ کرتے ہیں - مگر ان افراد
کو اپنی دولت کی نسبت ایسا تصور کرتے ہیں جیسا مفلس آدمی اپنی روٹی ہو ایک
ٹکڑا فقیر کو بانٹنے کو ڈالدے - چنداں اسکو ناگوار نہیں ہوتا - پس ان دولتمندوں
کا یہ فیصلہ کہ بروقت وفات زوجہ کے اپنا اپنا زیور لے جاتے ہیں - خلاف
شریعت ہے - بلکہ بروفات زوجہ مسئلہ فرائض کا بحضور کل برادری علما سے لکھایا

کرینگے ہیں - اس طور پر -

مسئلہ ۳۲ زوجہ ترکہ زیور

| زوج ۹ (۲۲) | ابن ۱۰ | بنت ۵ | ام ۶ | اب ۶ |
| --- | --- | --- | --- | --- |

مسئلہ زوج

| زوجہ | ابن | بنت | ام | اب |
| --- | --- | --- | --- | --- |
| ۹ | ۲۲ | ۱۳ | ۱۲ | ۱۲ |

اس کہ میں سب وارث شریک ہیں - ترکہ زوجہ کا وہی ہو جو انکا ذاتی ملک ہو -
اب معلوم کرنا ضروری ہے کہ زوجہ کا خوراک و نفقہ - لباس - علاج اور کفن بذمہ
زوج واجب ہو - جو کچھ پارچات جہیز میں اسکو طرفین سے ملے ہیں وہ مالک ہی
چاہے بہن کو دے یا بہانجی کو خواہ فروخت کرے - زوجہ کو ایسی ضروریات اکثر
پیش آتی ہیں جن میں یہ پارچات کافی نہیں ہوتے - مثلاً اسکی بہن کی شادی ہو
تو یہ اسکو صلہ رحمی کے واسطے پارچات اور زیور دیتی ہے - اور یہ پارچات زیور
اپنا مالک ہو یا شوہر کا - اگر شوہر کے ملک سے لیا ہو باجازت ہو یا بلا اجازت -
اگر بلا اجازت ہو تو یہ خائن ہے - جس قدر یہ مال بلا اجازت لیا اسیقدر
مہر سے وضع کیا جائے اسکو وصول ہو چکا - اگر باجازت شوہر کے ہو تو دیکہا
جاتا ہے کہ وہ اسکا مقروض تہا وہ اس نے یہ رقم اپنے قرضہ میں ادا کی - یا تحفہ
دیا - نیت قرار تحفہ ہو تو خیر - اگر نیت ادائے قرضہ ہے تو زوجہ کو بحضور شاہدین
اطلاع کرے کہ اس قدر مہر ادا کیا گیا - فقط ایسی ایسی ضروریات بلا اتی عورت
کے در پیش آتی ہیں - انکے ادا میں جو کچھ خرچ ہو ذمہ زوج کے نہیں - اس خرچ کے
دینے میں زوج مجبور کیا جاتا ہے وہ مسئلہ سے ناواقف ہو - ناحق زیر بار ہوتا
ہو - مقروض ہو جاتا ہے - مکان فروخت کرتا ہے یا رہن رکہتا ہے - جب
مرتا ہے تو عورت مہر کی مدعی بنتی ہے - یہ قباحتیں بے علمی کے سبب ہیں -
اسلام میں عبادت دنیا و آخرت کی ہے - جب احکام اسلام کے نجانے
تو دنیا اور آخرت میں رسوا اور ذلیل ہوا -

نکاح فرض تھا یا واجب یا سنت - اگر عبادت سمجھ کر کرتا اور احکام نکاح سے
واقف ہوتا تو اس بلا میں نہ پڑتا - سب احکام اسلام سے اول درجہ کا ایمان ہے -
پھر نماز - پھر احکام نکاح و طلاق - حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بنائے
اسلام کے پانچ ہیں - اول کلمہ شہادت - دوم نماز - سوم زکوٰۃ - چہارم روزے
ماہ رمضان - پنجم زیارت بیت اللہ شریف ۔ یہ پانچ اساس اسلام کے ایمان
کے تخت پر رکھے گئے ہیں - ایمان کا مقام مومن کا دل ہے - کلمہ شہادت کا
مقام زبان - اور نماز کا مقام سارا بدن حسب طاقت - اگر قیام کی طاقت ہو تو
قیام کرے - اگر طاقت بیٹھنے کی ہے قیام کی نہیں بیٹھ کر نماز پڑھے - اگر جلوس کی
طاقت نہیں تو اپنی کروٹ پر لیٹ کر نماز پڑھے - اگر کروٹ پر لیٹنے کی طاقت نہیں
تو چت لیٹ کر قبلہ کیطرف رخ کرکے سر کے نیچے تکیہ رکھے - رکوع و سجود کا اشارہ
کرے - زکوٰۃ و روزے و حج مشروط بشرائط ہیں - زکوٰۃ میں مال تجارت کا کسی
جنس کا ہو یا سونا چاندی نصاب زکوٰۃ کے ہوں یا روپے نقد ہوں - نصاب
پر سال گذر جائے اور نصاب بھی بقدر سوا ۵۸ روپے کے مساوی ہوں - یا
سونا سوا ۵ تولہ اس سے کم نہ ہو - جتنا زیادہ ہو اسی حساب سے ہو - چالیسواں
حصہ دے - روزہ میں شرط ہے کہ بیمار اور مسافر نہ ہو - اور حج میں شرط ہے
کہ تندرست راستہ کا امن ہو - اور خرچ آنے جانے کا سواری اور خوراک
کا اور عیال و اطفال کا رکھتا ہو - اور نکاح میں فقط اتنی شرط ہے کہ اپنا اور
زوجہ کا خرچ اور مہر معجل ادا کر سکتا ہو - اور مزاج کا تندرست ہو کہ حق زوجہ کا ادا
کر سکے - نکاح حرام سے بچاتا ہے جس سے بچنا فرض ہے - اور اس میں
اتباع سنت نبوی کا ہے - اس میں خوشی خدا و رسول صلے اللہ علیہ وسلم اور
اپنے والدین کی ہے اور دوستوں کی ہے - اس میں بہت احتیاط چاہئے -
دینی کفو ملحوظ رکھے - اور ادائے حقوق زوجہ فرض کامل جانے ۔
شیطان کو نکاح کرنے سے بڑا رنج ہوتا ہے - طلاق سے بہت خوش ہوتا ہے -
خدا تعالے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ناراض ہوتے ہیں - اگر فساد دینی پیدا
ہو جاوے - سوائے جدائی زوجہ سلامتی دین غیر متصور ہو تو اسکا وظیفہ زجر و توبیخ

ورزو وکوب زوجہ سے نہ ہو سکے تو مجبوراً حسب الحکم یا ربّنا لے ایک طلاق بروقت
پاک ہونے عورت کے حیض سے اور اُسکے غسل کرنے قبل از وطی ایک طلاق
دے - اگر حیض میں طلاق دیگا یا بعد وطی کے دیگا یا اکٹھی تین طلاق دے گا
تو گنہگار ہوگا - اکٹھی تین طلاق دینے والے کو خلیفہ حضرت عمرؓ دُرّے مارتے
تھے کہ تم نے یہ حرام کام کیوں کیا - سب صحابہ و علماء اہل سنت والجماعت کا
اتفاق ہے کہ تین طلاق اکٹھی دینی حرام ہیں - جن سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے سوا حلالہ
کے اسکے ساتھ نکاح کرنا ناجائز ہے - اس ملک کے جہال میں جو مروج ہیں کہ ادنے
بات پر تین طلاق دیدیتے ہیں - اور کہتے ہیں کہ تین طلاق کے ساتھ چھوڑی
یا اس پر تین طلاق ہیں - اس لفظ میں مخالف عالم داؤد یا محمد بن اسحاق یا طاہر
سب اسکو تین طلاق کہتے ہیں - انکا خلاف ہو تو فقط ان الفاظ میں ہو جو عرب
میں کہتے تھے اَنْتِ طَالِقٌ - اَنْتِ طَالِقٌ - اَنْتِ طَالِقٌ -
دوسرے اور تیسرے لفظ کو تاکید پہلے لفظ کی بتاتے تھے - جسکو حضرت خلیفہ ثانی
نے مردود کر دیا - اور سب اصحاب اور مجتہد اس حکم پر متفق رہے - اور حکم
خلیفہ ثانی کو حکم خدا و رسول کریم سمجھتے - اور فرمایا کہ
اگر کوئی برخلاف حکم عمری کے کوئی
قاضی سلطانی حکم فرماوے
تو ناجائز و باطل
ہے -